۶ ستمبر

تحریک تحفظ ختم نبوت کا ایک عہد ساز دن

تحریک ختم نبوت

1974

تاریخ اسلام کا ایک درخشاں باب

عشق اور ایمان کی داستان ◉ جذبوں اور ولولوں کی کہانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

یہ 22 مئی 1974ء کا ایک روشن دن تھا۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے تقریباً سو طلبا شمالی علاقوں کی سیر و سیاحت کے لیے بذریعہ چناب ایکسپریس ملتان سے پشاور روانہ ہوئے۔ طلبا نے اپنی الگ بوگی بک کرا رکھی تھی۔ ہنستے کھیلتے طلبا کی گاڑی جب ربوہ ریلوے سٹیشن پر رکی' تو حسب معمول چند قادیانی نوجوان گاڑی کی مختلف بوگیوں میں داخل ہوئے اور قادیانیت کا لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جب طلبا کی بوگی میں کفرو ارتداد کا یہ لٹریچر تقسیم کیا گیا تو طلبا میں اشتعال پھیل گیا۔ جواباً انہوں نے ربوہ ریلوے سٹیشن پر ختم نبوت زندہ باد' قادیانیت مردہ باد کے زوردار نعرے لگائے۔ سیٹی بجی اور گاڑی اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئی۔ لیکن طلبا کی اس جرأت سے ربوہ کے قصر خلافت میں ایک زلزلہ آ گیا کیونکہ ربوہ شہر میں قادیانی خلیفہ کی اجازت کے بغیر چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی۔ ربوہ ایک بند شہر تھا جس میں بغیر حکم کوئی مسلمان داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ خلیفہ ربوہ وہاں کا مطلق العنان بادشاہ تھا' جس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوتا تھا۔ ربوہ کی اپنی وزارتیں اور نظارتیں تھیں۔ غرضیکہ یہ پاکستان میں ریاست در ریاست تھی۔ طلبا کے واقعہ کے بعد بڑے قادیانی دماغ مل کر بیٹھے اور ان طلبا کو یادگار سبق سکھانے کا فیصلہ کیا۔ 29 مئی کو چناب ایکسپریس میں طلبا پشاور سے واپس ملتان روانہ ہوئے۔ ربوہ سے پہلے سٹیشن نشتر آباد کے قادیانی سٹیشن ماسٹر نے طلبا کی بوگی پر چاکیے سے نشان لگایا اور ربوہ کے قادیانی سٹیشن ماسٹر کو اس نشان زدہ بوگی کا نمبر بتایا۔ جب گاڑی ربوہ سٹیشن پر پہنچی تو سٹیشن پر ایک محشر بپا تھا۔ تقریباً پانچ ہزار قادیانی غنڈے پستولوں' بندوقوں' خنجروں' تلواروں' لاٹھیوں' آہنی مکوں اور اینٹوں سے مسلح کھڑے تھے اور غصے سے چلا رہے تھے۔ یہ ہجوم سانپ کی طرح پھنکارتا ہوا طلبا کی بوگی کی طرف لپکا۔ طلبا نے فوراً کھڑکیاں اور دروازے بند کر لیے لیکن ہجوم دروازے اور کھڑکیاں توڑ کر بوگی میں داخل ہو گیا اور قادیانی غنڈے نہتے طلبا پر پل پڑے۔ طلبا کو گھسیٹ گھسیٹ کر بوگی سے باہر نکالا اور پلیٹ فارم پر ان پر وحشیانہ تشدد کیا۔ طلبا خون میں نہا گئے۔ جسم زخموں سے بھر گئے۔ یونین کے صدر ارباب عالم کو اتنا مارا کہ وہ

بے ہوش ہو گئے۔

ختم نبو   کے باغی تشدد کرتے ہوئے یہ نعرے بھی لگا رہے تھے۔ مرزا قادیانی کی جے' احمدیت زندہ باد' محمدیت مردہ باد (نعوذ باللہ) مرزا ناصر کی جے' نشتر کے مسلے' ہائے ہائے۔۔۔ قادیانی اپنے ساتھ عورتوں کو بھی لائے تھے جو طلبا کے پٹنے پر تالیاں بجاتیں اور رقص کرتیں۔ اس سارے قادیانی لشکر کی قیادت موجودہ قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کر رہا تھا۔ قادیانی بدمعاشوں نے طلبا کے کپڑے پھاڑ دیے' گھڑیاں چھین لیں' قیمتی سامان اچک لیا۔ سگنل ہونے کے باوجود ربوہ کے قادیانی سٹیشن ماسٹر نے گاڑی نہ چلنے دی تاکہ قادیانی اپنی آتش انتقام کو خوب ٹھنڈا کر سکیں۔ خدا خدا کر کے زخموں سے نڈھال طلبا کو لے کر گاڑی چلی۔ کسی طرح اس ظلم و بربریت کی خبر فیصل آباد پہنچ چکی تھی۔ غصے سے بپھرا ہوا سارا شہر سٹیشن پر پہنچ چکا تھا۔ مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ ان طلبا کے لیے چشم براہ تھے۔ ڈی۔ سی' اے۔ سی' ایس۔ ایس۔ پی سمیت ساری انتظامیہ سٹیشن پر موجود تھی۔ جونہی ٹرین فیصل آباد پہنچی۔ سٹیشن پر کہرام مچ گیا۔ لوگ جذبات میں آ کر رو رہے تھے۔ ان کے جذباتی نعروں سے سارا سٹیشن گونج رہا تھا۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مولانا تاج محمودؒ پلیٹ فارم کی دیوار پر چڑھ گئے اور طلبا سے مخاطب ہو کر کہا:

> "میرے بیٹو! تمہارے جسم سے بہنے والے مقدس خون کی قسم' میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے خون کے ایک ایک قطرہ کا قادیانیوں سے انتقام لیا جائے گا اور قادیانی ملزمان اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ آپ حضرات کو ایئر کنڈیشنڈ بوگی میں منتقل کر کے ملتان بھجوایا جا رہا ہے۔ آپ حضرات اطمینان رکھیں کہ ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک اس ظلم کا حساب نہ چکا لیں۔ آپ کے بہنے والے خون کے ہر قطرہ سے قادیانیوں کی موت کے پروانے پر دستخط ہوں گے۔ اگر آپ کے خون کو

رائیگاں کر دیا گیا تو میں آپ کے خون کا جوابدہ ہوں گا"۔

مولانا کی تقریر نے زخمی طلبا کے دل جیت لیے۔ گاڑی طلبا کو لے کر ملتان روانہ ہوگئی۔ گوجرہ' ٹوبہ ٹیک سنگھ' شور کوٹ' خانیوال' ملتان جہاں جہاں گاڑی کے سٹاپ تھے' مولانا نے وہاں کے احباب کو اس صورت حال سے مطلع کر دیا۔ جس سٹاپ پر گاڑی رکتی' پورا شہر یا قصبہ زخمی طلبا کی محبت میں سٹیشن پر پہنچ جاتا۔ ہر سٹیشن پر زبردست مظاہرہ ہوا اور طلبا کو باور کرایا گیا کہ قادیانیوں نے صرف تمہیں ہی زخمی نہیں کیا بلکہ انہوں نے پوری ملت اسلامیہ کے قلب پر وار کیا ہے۔

ریلوے سٹیشن پر اخباری نمائندوں نے مولانا تاج محمودؒ سے آئندہ لائحہ عمل پوچھا تو آپ نے شام پانچ بجے "الخیام" ہوٹل میں پریس کانفرنس کا وقت دے دیا۔ بھرپور پریس کانفرنس ہوئی اور آپ نے مولانا سید یوسف بنوریؒ کے حکم کے تحت تحریک کا اعلان کر دیا۔ قادیانیوں کی غنڈہ گردی پر پوری قوم سراپا احتجاج بن گئی۔ جلوس نکلنے لگے' مظاہرے ہونے لگے' احتجاجی جلسے شروع ہوگئے اور تحریک پورے ملک کی گلی گلی میں پھیل گئی۔ ہڑتالیں ہونے لگیں اور قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ شروع ہوگیا۔ تحریک میں اتنا جوش و خروش تھا کہ طالبات اور اساتذہ نے بھی احتجاجی جلوس نکالے اور مظاہرے کیے۔ قادیانی پورے ملک سے دم دبا کر ربوے کی طرف بھاگنے لگے۔ بہت سے مقامات پر مظاہرین اور پولیس میں جھڑپیں ہوئیں جن میں لاٹھی چارج اور آنسو گیس کا استعمال کیا گیا۔ بطل حریت آغا شورش کاشمیریؒ کی تحریک پر مولانا سید یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ نبوت پاکستان کا کنوینر مقرر کیا گیا اور مستقل انتخاب کے لیے 16 جون 1974ء کو فیصل آباد میں ملک بھر کے علماء و مشائخ و سیاست دان جمع ہوئے۔ اس وقت مجلس عاملہ میں مندرجہ ذیل حضرات کو نمائندگی ملی' جس کی تفصیل یوں ہے:

مجلس تحفظ ختم نبوت: مولانا محمد یوسف بنوریؒ' مولانا خان محمد' مولانا تاج محمودؒ' مولانا محمد شریف جالندھریؒ' سردار میر عالم لغاری۔

جمعیت علماء اسلام : مولانا مفتی محمودؒ' مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک' مولانا عبیداللہ انورؒ' مولانا محمد زمان اچکزئی' مولانا محمد اجمل خاں' مولانا محمد ابراہیم۔

جمعیت علماء پاکستان : مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا عبدالستار خان نیازی' مولانا صاحبزادہ فضل رسول' مولانا عبدالمصطفےٰ الازہری' مولانا محمود علی قصوری' مولانا غلام علی اوکاڑوی۔

جمعیت اہل حدیث : میاں فضل حق' مولانا عبدالقادر روپڑی' مولانا اسحاق چیمہ' شیخ محمد اشرف' مولانا محمد صدیق' مولانا محمد شریف اشرف۔

تبلیغی جماعت : مولانا مفتی زین العابدین۔

شیعہ : سید مظفر علی شمسی۔

مسلم لیگ : میجر اعجاز احمد' چوہدری صفدر علی رضوی' چوہدری ظہور الٰہی' سید اصغر علی شاہ۔

پاکستان جمہوری پارٹی : نوابزادہ نصراللہ خان' رانا ظفراللہ خان۔

مجلس احرار : مولانا عبیداللہ احرار' مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری' چوہدری ثناء اللہ بھٹہ' ملک عبدالغفور انوری' سید عطا المحسن بخاری۔

اشاعت التوحید : مولانا غلام اللہ خانؒ' مولانا عنایت اللہ شاہ۔

جماعت اہل سنت : مولانا غلام علی اوکاڑوی' سید محمود شاہ گجراتی۔

اتحاد العلماء : مولانا مفتی سیاح الدینؒ کاکا خیل' مولانا محمد چراغ' مولانا گلزار احمد مظاہری۔

تنظیم اہلسنت : مولانا سید نور الحسن بخاری' مولانا عبدالستار تونسوی۔

حزب الاحناف : مولانا سید محمود رضوی' مولانا خلیل احمد قادری۔

قادیانی محاسبہ کمیٹی : آغا شورش کاشمیریؒ' علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

نیشنل عوامی پارٹی : ارباب سکندر خان' امیر زادہ۔

جماعت اسلامی : پروفیسر غفور احمد' چوہدری غلام جیلانیؒ' میاں طفیل محمد۔

قومی اسمبلی میں آزاد گروپ کے لیڈر: مولانا ظفر احمد انصاری۔

اہم شخصیات: مولانا مفتی محمد شفیع' مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا انتخاب

صدر	:	مولانا محمد یوسف بنوری ؒ
ناظم اعلیٰ	:	مولانا محمود احمد رضوی
نائب صدر	:	مولانا عبدالستار خان نیازی' سید مظفر علی شمسی' مو مولانا عبدالواحد' نوابزادہ نصراللہ خان
نائب ناظم	:	مولانا محمد شریف جالندھری ؒ
خازن	:	میاں فضل حق

عوام کے ملک گیر احتجاج کو دیکھتے ہوئے پنجاب گورنمنٹ نے سانحہ ربوہ کی عدالتی تحقیقات کا حکم دے دیا۔ چیف جسٹس سردار محمد اقبال نے جسٹس کے۔ ایم۔ صمدانی کو تحقیقاتی افسر مقرر کیا۔ جناب جسٹس صمدانی نے ربوہ کا تفصیلی دورہ کیا۔ مرزا ناصر نے انھیں قصر خلافت میں کھانے پر مدعو کیا' لیکن جسٹس صمدانی نے صاف انکار کر دیا۔ اس کے بعد مرزا ناصر نے خود ملاقات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور وقت مانگا' لیکن جسٹس صمدانی نے پھر جواب دے دیا۔ تحقیقات کے دوران جسٹس صمدانی نے ربوہ سے کچھ نہ کھایا پیا۔ وہ اپنا سامان خورد و نوش اپنے پاس رکھتے تھے۔ شاید عدالتی تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یا حفاظت جاں کے لیے! جناب جسٹس صمدانی کی عدالت میں مرزا ناصر کو بھی طلب کیا گیا اور اس کا سات گھنٹے کا خفیہ بیان ریکارڈ کیا گیا۔ مشہور مرزائی نواز حنیف رامے اس وقت پنجاب کا وزیر اعلیٰ تھا۔ اس نے جگہ جگہ مرزائیوں کی وکالت کی۔ اس نے خانیوال میں تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ میں مولویوں کو مار مار کر ان کے پیٹوں سے حلوہ نکال دوں گا۔ مرزائیوں کے اس مہرے نے جگہ جگہ تحریک کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی' لیکن عوامی غیظ و غضب کے طوفان کے سامنے مرزائیوں کے ساتھ خود بھی ٹھنڈا ہوگیا۔ حکومت نے تحریک کے

ترجمان، ہفت روزہ "چٹان" کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا اور پریس ضبط کر لیا اور اس کے ساتھ ہی آغا شورش کاشمیریؒ کے بچوں کا پریس مسعود پرنٹرز بھی ضبط کر لیا گیا۔ حکومت پنجاب نے بطل حریت آغا شورش کاشمیریؒ کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کر لیا۔ آغا صاحب شدید بیمار تھے۔ ظالموں نے انہیں میو ہسپتال لاہور میں داخل کروا کر ان پر پولیس کا کڑا پہرہ لگوا دیا۔ یہ امتحان ان کے قدموں میں ڈگمگاہٹ پیدا نہ کر سکا اور فدائی ختم نبوت نے شدید علالت میں جسٹس صمدانی کی عدالت میں قادیانی امت کے بارے میں پانچ گھنٹے شہادت دی، جس میں قادیانیت کے غلیظ چہرہ سے نقاب اٹھا کر ان کی اسلام اور پاکستان دشمنی کو ثابت کیا گیا۔ بہت سے سربستہ رازوں کا انکشاف کیا، قادیانیوں کی اندرون خانہ کربناک کہانی سنائی اور مرزا ناصر کی شخصیت کے تار و پود بکھیرے۔

مجلس عمل کے صدر مولانا سید یوسف بنوریؒ نے بڑھاپے کے باوجود پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا اور عوام کی رگوں میں جہادی خون دوڑا دیا۔ پوری قوم کو مجاہد بنا کر قادیانیت کے خلاف صف آرا کر دیا۔ آپ جب تحریک کی قیادت کے لیے گھر سے نکلے تو اپنے مدرسہ کے مفتی صاحب سے کہا کہ حضرت مفتی صاحب! میں تحریک کی رہنمائی کے لیے جا رہا ہوں اور اپنا کفن بھی ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔ پھر کفن نکال کر مفتی صاحب کو دکھایا۔ مزید فرمایا کہ مرزائیوں کو اس ملک میں آئین کی رو سے کافر ٹھہراؤں گا یا اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں گا، واپس گھر آنے کا ارادہ نہیں۔

توڑیں گے ہر اک لات و ہبل جھوٹے نبی کا
پابوس ہر اک مسجد ضرار کریں گے
سو بار بھی گر ہم کو ملے زیست کی نعمت
قربان شہ کونینؐ پہ ہر بار کریں گے
اس دور میں ہو جرم اگر عشق محمدؐ
اس جرم کا اقرار سر دار کریں گے

تحریک کے بڑھتے ہوئے زور کو توڑنے کے لیے حکومت نے ختم نبوت کے ہزاروں رضاکاروں کو مختلف دفعات کے تحت پابند سلاسل کر دیا۔ جلوسوں پر شدید لاٹھی چارج کیا' جس سے ہزاروں کارکن زخمی ہوگئے۔ بہت سے مقامات پر قادیانیوں نے مسلمانوں پر فائرنگ کی' جس سے کئی مسلمان شہید ہوگئے۔ چنانچہ مسلمانوں نے مشتعل ہو کر قادیانیوں کے کئی مکانات اور دکانیں جلا دیں۔ تحریک دن بدن زور پکڑتی گئی۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان نے پورے ملک میں جلسوں اور کانفرنسوں کا جال بچھا دیا۔ ہر خطیب آتش فشاں تھا' ہر مقرر شعلہ بار تھا۔ انہوں نے پورے ملک میں قادیانیت کے خلاف آگ لگا دی اور ملت اسلامیہ پاکستان کے ہر فرد کو ختم نبوت کا رضاکار بنا دیا۔ اخبارات اور رسائل نے اپنی دینی غیرت اور عشق رسولؐ کا حق ادا کر دیا۔ روزنامہ "نوائے وقت" اور "جسارت" نے خود کو تحفظ ختم نبوت پہ نثار کر دیا اور تحریک کے شباب کو برقرار رکھا۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے مسلمانوں کو قادیانیوں کے عقائد سے آگاہ کرنے کے لیے لاکھوں کی تعداد میں ہینڈ بل اور پمفلٹ تقسیم کیے اور انہیں کلیدی اسامیوں پر بیٹھے لوگوں تک پہنچانے کا خصوصی اہتمام کیا۔ مجلس عمل کی اپیل پر قادیانیوں کے خلاف سوشل بائیکاٹ کی مہم چلائی گئی' جس نے قادیانیت کی کمر توڑ کے رکھ دی۔ مسلمانوں نے قادیانی دکانداروں سے سودا لینا بند کر دیا اور مسلمان دکانداروں نے قادیانیوں کو سودا سلف دینے سے انکار کر دیا۔ گلی محلوں میں قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ مسلمانوں نے قادیانی ہمسائیوں سے بول چال اور لین دین بالکل بند کر دیا' جس سے قادیانیت بلبلا اٹھی اور بہت سے قادیانی قادیانیت سے توبہ کر کے دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

مجلس عمل نے 14 جون کو پورے ملک میں ہڑتال کی اپیل کی۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں نے مجلس عمل کی آواز پر لبیک کہا اور 14 جون کو ملک میں درۂ خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک ایسی زبردست ہڑتال ہوئی کہ تاریخ پاکستان میں جس کی نظیر ملنا محال ہے۔ ہڑتال نے حکومت کی چولیں ہلا دیں اور حکومت کو بتا دیا کہ ملت

اسلامیہ قادیانی ناسور کو کسی صورت برداشت نہیں کر سکتی اور وہ کسی ایسی حکومت کو بھی برداشت نہیں کر سکتی جو قادیانیت کی حامی ہو۔

مسلمان لاکھ برے ہوں مگر نام محمدؐ پر
وہ تیار ہیں ہر حالت میں اپنا سر کٹانے کو

قادیانیت کو بپھرے ہوئے مسلمانوں کے حصار میں دیکھ کر برطانوی گماشتہ سر ظفر اللہ خان نے بیرونی ممالک کے دورے کرنے شروع کر دیے اور بیرونی حکمرانوں سے بھٹو حکومت پر پریشر ڈلوانا شروع کیا۔ ظفراللہ خان نے لندن میں ایک بہت بڑی پریس کانفرنس کا اہتمام کیا اور الزام لگایا کہ پاکستان میں حکومت قادیانیوں کے جان و مال کے تحفظ میں ناکام رہی ہے۔ اس نے عالمی اداروں سے مدد کی اپیل کرتے ہوئے واویلا مچایا کہ وہ فوراً قادیانیت کی مدد کے لیے پاکستان پہنچیں۔ قادیانی خلیفہ مرزا ناصر نے ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کے خلاف فسادات بھٹو کی پارٹی نے کرائے ہیں اور اس طرح حکمران جماعت اپنی بگڑی ہوئی ساکھ کو بحال کرنا چاہتی ہے۔ اس نے زور دیتے ہوئے کہا کہ خواہ وہ قتل ہو جائے' لیکن اپنے مسلک سے باز نہیں آئے گا۔ قادیانیوں کو اسلام کی جانب پلٹتے اور تحریک سے خوفزدہ ہوتے دیکھ کر مرزا ناصر کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ اس نے ان کے مسمار حوصلوں کو دوبارہ تعمیر کرنے کے لیے مرزا قادیانی کا یہ الہام ربوہ کے در و دیوار پر لکھوا دیا

"خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آ رہا ہے"۔

لیکن نہ قادیانی خدا آیا اور نہ قادیانی خدا کی فوجیں آئیں اور مرزا قادیانی کا یہ الہام ملت اسلامیہ کے بپھرے ہوئے سیلاب کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔

تحریک ختم نبوت کا مسئلہ قومی اسمبلی میں پہنچ گیا اور مندرجہ ذیل قرارداد قومی اسمبلی میں پیش کی گئی۔

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا' نیز ہرگاہ کہ نبی

ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں۔ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں، نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں، جو مکۃ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام 6 اور 10 اپریل 1974 کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی، متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے، جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے، تاکہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

محرکین قرارداد

1- مولانا مفتی محمود	2- مولانا عبد المصطفےٰ الازہری
3- مولانا شاہ احمد نورانی	4- پروفیسر غفور احمد
5- مولانا سید محمد علی رضوی	6- مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)

7- چوہدری ظہور الٰہی

8- سردار شیرباز خان مزاری

9- مولانا محمد ظفر احمد انصاری

10- عبدالحمید جتوئی

11- صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری

12- محمود اعظم فاروقی

13- مولانا صدر الشہید

14- مولانا نعمت اللہ

15- عمرہ خان

16- مخدوم نور محمد

17- غلام فاروق

18- سردار مولا بخش سومرو

19- سردار شوکت حیات خان

20- حاجی علی احمد تالپور

21- حاجی راؤ خورشید علی خان

22- رئیس عطا محمد خان

نوٹ: بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کیے۔

23- نوابزادہ محمد ذاکر قریشی

24- غلام حسن خاں دھاندلہ

25- کریم بخش اعوان

26- صاحبزادہ محمد نذیر سلطان

27- مہر غلام حیدر بھروانہ

28- میاں محمد ابراہیم برق

29- صاحبزادہ صفی اللہ

30- صاحبزادہ صفی اللہ خان شنواری

31- ملک جہانگیر خان

32- عبدالسبحان خان

33- اکبر خان مہمند

34- میجر جنرل جمالدار

35- حاجی صالح خان

36- عبدالمالک خاں

37- خواجہ جمال محمد گوریجہ

38- محمود علی قصوری

39- مخدوم طالب المولیٰ

40- خان عبدالولی خان

41- عبدالخالق خان

42- ڈاکٹر محمد شفیع

43- حاجی غلام رسول

44- دریا خان

45- ملک مظفر خان

46- سعید الرشید عباسی

47- غلام سلیمان تونسوی

48- چوہدری جہانگیر علی

49- سید رفیق محمد

50- بیگم جعفر قاضی موسیٰ

51 - جناب اورنگ زیب

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور و فکر کرنے کے لیے دو مہینے میں 28 اجلاس اور 96 نشستیں کیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ممبران قومی اسمبلی کو ملت اسلامیہ کا موقف نامی کتاب پیش کی گئی' جبکہ قادیانیوں اور لاہوریوں نے اپنے اپنے موقف میں لٹریچر تقسیم کیا۔ قومی اسمبلی میں مرزا ناصر پر گیارہ روز میں 42 گھنٹے جرح کی گئی اور لاہوری شاخ کے امیر صدر الدین پر 7 گھنٹے جرح کی گئی۔ دوران جرح مرزا ناصر کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے' وہ اوٹ پٹانگ باتیں کرتا' گھبراہٹ میں بار بار پانی مانگتا اور کبھی لاجواب ہو کر بالکل ساکت ہو جاتا۔ ذیل میں ہم قومی اسمبلی میں مولانا مفتی محمودؒ اور مرزا ناصر میں ہونے والی گفتگو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں' جس کی روداد مولانا مفتی محمودؒ نے ختم نبوت کانفرنس ربوہ میں سنائی تھی اور یہ روداد بہت سے رسائل میں شائع ہو چکی ہے۔

پہلا سوال ہم نے ان سے کیا: "آپ مرزا صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ وہ کون تھے؟"

اس نے جواب میں کہا: "وہ امتی نبی تھے' امتی نبی"۔

اس سے پوچھا: "امتی نبی کسے کہتے ہیں؟"

اس نے کہا: "جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں سے کوئی فرد آپؐ کی اتباع کرتے ہوئے جب نبوت کا مقام حاصل کر لیتا ہے' آپؐ کی اتباع سے' آپؐ کی امت ہی کا ایک فرد' تو اسے امتی نبی کہتے ہیں۔ یہ مقام انہیں حاصل تھا"۔

اس سے پوچھا: "کیا مرزا صاحب سے پہلے تیرہ سو سال میں اسلامی ادوار میں کوئی شخص اور بھی امتی نبی بنا ہے؟ آخر تیرہ سو سال گزرے اور امتی نبی جب بن سکتا ہے کوئی شخص ان کے بعد آپ کے خیال میں تو کوئی اور بھی بنا؟"

اس نے کہا: "نہیں' کوئی نہیں"۔

ہم نے کہا: "حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو افضل الامت بلکہ انبیاء

کے بعد تمام انسانوں سے افضل۔۔۔۔ وہ بھی کیا آپؐ کی اتباع سے اس مقام کو حاصل کر چکے تھے یا نہیں؟"

انہوں نے کہا: "نہیں، وہ بھی امتی نبی نہیں"۔

"جناب عمر فاروقؓ جن کے بارے میں حضورؐ نے فرمایا: **لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب**۔ کیا وہ بھی امتی نبی تھے؟"

کہا: "نہیں"۔

"حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ؟"

کہا: "نہیں"۔

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ؟"

کہا: "نہیں"۔

اب جو سنی ممبر تھے، وہ اس سے متاثر ہوئے کہ اچھا! یعنی یہ مرزا کو حضرات شیخینؓ یا خلفاءؓ اربعہ سے افضل سمجھتا ہے؟ یہ ان کا عقیدہ۔ وہ تھوڑا سا متنفر ہو گئے۔

پھر ہم نے پوچھا: "کیا حضرت حسنؓ وہ بھی امتی نبی تھے؟"

"نہیں"۔

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ؟"

کہا: "نہیں"۔

شیعہ اس سے متنفر ہو گئے۔

"امامین؟"

کہا: "نہیں"۔

ذہن کو دھچکا لگتا گیا۔ پھر اس سے پوچھا ہم نے "اچھا یہ بتاؤ کہ پہلے تو کوئی نہیں آیا تو مرزا صاحب کے بعد قیامت تک کوئی امتی نبی آئے گا؟"

تو اس نے کہا: "نہیں، نہیں"۔

پھر پوچھا اس سے "اس کے معنی تو پھر یہ ہوئے کہ مرزا صاحب آپ کے

عقیدے کے مطابق خاتم النبیّٖن ہیں اور قرآن تو کہتا ہے **ولکن رسول اللہ و خاتم النبیّٖن۔** حضورؐ کا لقب ہے خاتم النبیّٖن تو آپ تو ان کو سمجھتے ہیں خاتمؐ النبیّٖن"۔

اس نے کہا: "بالکل نہیں، بالکل نہیں"۔

"کیسے نہیں؟ یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد تو مرزا آئے اور مرزا کے بعد قیامت تک کوئی نہ آئے تو خاتم النبیّٖن تو مرزا ہوئے۔ ٹھیک ہے نا! ان کے عقیدے کے مطابق تو حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بعد مرزا نبی آئے اور مرزا کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ آئے، نہ امتی، نہ ظلی، نہ بروزی نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی کوئی نبی نہ آئے تو خاتم النبیّٖن کون ہوا۔ بتاؤ؟"

تو اس نے کہا: "نہیں، نہیں"۔

"نہیں کیسے نہیں؟"

اس نے کہا: "مرزا صاحب تو کچھ بھی نہیں تھے"۔

اب ہمیں تھوڑی سی خوشی بھی ہوئی کہ وہ خود کہتا ہے کہ کچھ بھی نہیں تھے۔ ہم نے کہا: "وہ کچھ تو تھے آخر۔ وہ تمہارے دادا تھے۔ یہ کیسے کہتے ہو کچھ بھی نہیں تھے۔ پھر تم کہاں سے آئے؟ یہ بتاؤ"۔

اس نے کہا: "نہیں، وہ حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کی ذات اقدس میں ایسے فنا ہوگئے تھے کہ وہ بالکل ایک ہوگئے۔ ان کی ختم نبوت ان کی اور ان کی ان کی"۔

یہ کیا؟ ہم نے کہا: "اچھا تم یہ بتاؤ مرزا صاحب پر وحی آتی تھی؟"

ان کی وحی بھی قرآن کی طرح یقینی تھی۔ اس میں غلطی کا کوئی احتمال تھا۔ یہ ان کی کتابوں سے حوالے ہم نے اکٹھے کیے تھے۔ ساری کتابیں اکٹھی ہمارے پاس موجود ہوتی تھیں۔ اس نے لکھا ہے کہ میری وحی بھی قرآن کی طرح یقینی ہے۔ اس میں خطا کا کوئی احتمال نہیں۔ اگر وہ انکار کریں تو ہم کتابیں دکھاتے۔ وہ جانتا تھا کہ ان کے پاس حوالہ ہے"۔

اس نے کہا: "ہاں' قرآن کی طرح یقینی ہے۔ جھوٹ کا کوئی احتمال نہیں۔ غلطی اور خطا کا کوئی احتمال نہیں"۔

"تو پھر یہ بتاؤ انہوں نے یہ لکھا: ایک کتاب جس کا ہم نے حوالہ دیا کہ جو شخص بھی مجھ پر ایمان نہیں لاتا' خواہ اس نے میرا نام تک نہ سنا ہو تو وہ مشرک ہے' وہ کافر ہے' پکا کافر ہے' دائرۂ اسلام سے خارج ہے' جہنمی ہے۔ یہ ذرا الفاظ کافر' پکا کافر' دائرۂ اسلام سے خارج' جہنمی چار لفظ۔ ہم نے کہا: یہ بھی اس کی عبارت ہے' یہ بھی وحی ہے؟"

"بالکل درست!" اس نے کہا: "بالکل درست"۔

اب ہمارے جو ممبر تھے' وہ اگرچہ انہیں مسلمان سمجھتے تھے' لیکن اس پر ایمان تو نہیں لائے تھے۔ وہ سمجھ گئے او ظالم' یہ تو ہمیں کافر کہتا ہے' پکا کافر کہتا ہے' جہنمی کہتا ہے۔ یہ بات تو ان پر بھی آئے گی۔ اب ذرا وہ اور متنفر ہوئے۔

اس نے کہا: "ہاں یہ بات بھی ٹھیک"۔

ہم نے کہا: "اگر ٹھیک ہے تو جو لوگ' جنہوں نے مرزا کو تسلیم نہیں کیا' وہ سب کافر ہیں؟ آپ کے خیال میں"۔

اب وہ سمجھ گیا کہ یہ میں نے کیا بات کہی۔ اس سے تو یہ سارے ممبر ہمارے خلاف ہو جائیں گے تو اس نے کہا: "یہ ان کی ایک اصطلاح ہے۔ امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے **کفر دون کفر** کفر چھوٹے بھی ہوتے ہیں بڑے بھی ہوتے ہیں۔ بڑا کفر اور چھوٹا کفر' تو انہوں نے کہا کہ وہ چھوٹے کافر ہیں۔ ہاں گناہ کا مرتکب۔ اگر گناہ کا مرتکب وہ کفر کرتا ہے لیکن وہ کفر چھوٹا کفر ہے یعنی دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کراتا' پھر بھی مسلمان رہتا ہے۔

ہم نے کہا: "وہ کافر نہیں' چھوٹا کافر ہے"۔

انہوں نے کہا: "ٹھیک"۔

ہم نے کہا: "وہ تو کہتا ہے کہ پکے کافر' یہ پکا کافر کیسا ہوا؟"

اس نے کہا: "چھوٹے کفر میں پکے"۔

"چھوٹے کفر میں پکے۔ اچھا' یہ جو کہتا ہے کہ وائرۂ اسلام سے خارج' یہ وائرے سے جب نکل گیا' پھر اسلام سے کیا تعلق رہا اس کا؟"

اس نے کہا: "اسلام کے کئی دائرے ہیں۔ ایک وائرے سے نکل گئے' دوسرے میں ہیں"۔

ہم نے کہا: "جہنمی ہے' وہ تو جہنمی کہتا ہے۔ مسلمان تو جہنمی نہیں ہوتا"۔

اس نے کہا: "تھوڑی دیر کے لیے جہنم میں بھیج دیں گے' اس کے بعد پھر جنت میں"۔

ذرا تاویلوں کو دیکھو' لیکن ان تاویلوں سے کیا کام چلتا۔ لوگ سمجھ گئے تھے' یہ ہمیں کافر کہتا ہے۔ ہمارے ممبر سمجھ گئے تھے۔ ان سے پوچھا: "تمہاری کتاب میں' مرزا صاحب کی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ

تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبتہ والمودۃ و یقلبی و یصد قنی الا ذریتہ البغایتہ الذ ین ختم اللہ علی قلوبھم لھم لا یقبلون۔

"ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت اور مودت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے' میری تصدیق کرتا ہے مگر **ذریتہ البغایتہ** کنجریوں کی اولاد' جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگائی ہوئی ہے' وہ مجھے قبول نہیں کرتے"۔

ہم نے کہا: "پھر یہ عبارت ذرا پڑھ لو۔ کیا یہ بھی وحی ہے' یقینی ہے' جو مرزا کو نہیں قبول کرتے نبی کی حیثیت سے' کیا وہ کنجریوں کی اولاد ہیں؟ بات ٹھیک ہے تمہاری"۔

تو اس نے کہا: "یہاں پر یہ **بغایتہ** جو ہے یہ بغاوت سے ہے۔ یہ سرکشوں کی اولاد ہیں۔ یہ معنی ہیں"۔

کیا عجیب بات ہے۔ سرکش اس کا باپ ہو اور قبول نہیں کیا بیٹے نے۔ بیٹا قبول

نہ کرے تو باپ سرکش۔ گالی باپ کو دے دی۔ فساق باپ ہوتا ہے بیٹا نہیں ہوتا' لیکن اگر کنجری کی اولاد ہے تو حرامی ہے تو گالی اسی کو آئی۔ میں نے کہا: "اچھا یہ بتاؤ کہ قرآن کریم میں ہے جو قوم نے مریم علیہ السلام سے بات کی

وما کانت امک بغیا۔ ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا

"تمہاری ماں وہ زانیہ نہیں تھی"۔

اس کا ترجمہ کرو' کیا ہے ترجمہ؟"

اس نے کہا: "یہ تو **بغیا** ہے **بغایتہ** نہیں ہے"۔

حد ہوگئی جہالت کی۔ میں نے کہا: " **بغیا** اور **بغایتہ** میں "ۃ" کا فرق ہے' معنی کیوں تبدیل ہوگیا"۔ پھر میں نے ان سے کہا: "اچھا یہ بتاؤ قرآن میں ہے **ولا تقرضوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحمنا۔** یہاں **بغا** کے کیا معنی"۔ اس کے بعد میں نے کہا: "چلو حدیث میں چلے جاتے ہیں۔ اگر قرآن سے تم جواب نہیں دے سکتے' جامع ترمذی کی روایت میں آتا ہے **البغایتہ الا ینکحن بانفسھن بغیر بینہ۔** کنجریاں ہیں' زانیہ ہیں وہ عورتیں جو اپنا نکاح کرتی ہیں خفیہ بغیر گواہوں کے گواہ نہ ہوں۔ یہ زنا ہے"۔ میں نے کہا: "اس کا کیا معنی ہے؟"

تیرہ دن جرح رہی۔ ہم نے اتنا وقت دیا انہیں آزادی کے ساتھ۔ اس کے بعد ممبروں کا ذہن بن چکا تھا۔ یہ سب کہتے تھے کہ اب یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ یہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ یہ ہم نے منوا لیا۔ اب اگر ہم انہیں مسلمان کہتے ہیں تو پھر ہم کافر ہیں اور یا پھر وہ کافر۔ دونوں میں سے ایک بات ہوگی تو فیصلہ ہم کیوں نہ دیں کہ وہ کافر۔ چنانچہ بحث کی پوری تفصیلات آنے کے بعد میں نے بھی وہاں ایک کتاب دو سو صفحے کی پڑھی۔ "ملت اسلامیہ کا موقف" اول سے لے کر آخر تک تاکہ ہم بھی اپنا موقف پیش کریں۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو پر بہت زیادہ بیرونی دباؤ تھا اور وہ مسئلہ کو حل کرتے

نظر نہ آتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس نوے سالہ مسئلہ کو چند دنوں میں کیسے حل کر سکتے ہیں۔ مجلس عمل کے ارکان سے ان کی کئی ملاقاتیں ہوئیں' لیکن بات کسی نتیجہ پر نہ پہنچی۔ کئی دفعہ تو کشیدگی یہاں تک پہنچی کہ آنے والے حالات انتہائی خوفناک نظر آنے لگے۔ آخری دن بڑا نازک تھا۔ وزیر اعظم مانتے نہیں تھے' ادھر مجاہدین ختم نبوت سروں پر کفن باندھ کر جانیں قربان کرنے کے لیے تیار کھڑے تھے۔ شام کو حالات مزید کشیدہ ہوگئے۔ حکومت نے پولیس اور انٹیلی جنس اداروں کو چوکنا کر دیا۔ بڑے بڑے شہروں میں فوج تعینات کر دی گئی۔ بھاری اسلحہ کے انبار لگا دیے گئے۔ ہزاروں کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ تحریک کے لیڈران کی فہرستیں تیار کر لی گئیں۔ گویا آنکھوں کے سامنے جنگ کی بہت خوفناک تصویر نظر آ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان اور مسلمانوں پر خصوصی کرم فرمایا اور حالات نے ایک خوشگوار کروٹ لی۔ مولانا مفتی محمودؒ جو مجلس عمل کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے اپنے رفقاء کے ہمراہ وزیر اعظم سے مذاکرات کر رہے تھے' وزیر اعظم سے ملے اور ان سے کہا: ''ہم مذاکرات کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ ہم آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ نہیں مانتے' مجلس عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ نہیں مانتے۔ آپ ہی بتائیے' ہم کیا کریں؟''

وزیر اعظم نے غصہ میں جواب دیا: ''میں نہیں جانتا مجلس عمل کون ہوتی ہے' میں تو آپ لوگوں کو جانتا ہوں' آپ تو اسمبلی کے معزز رکن ہیں''۔

مولانا مفتی محمودؒ نے فرمایا:

> ''بھٹو صاحب! آپ کو قوم کے ایک حلقہ نے منتخب کر کے بھیجا ہے' اس لیے آپ اسمبلی کے ''معزز رکن'' ہیں۔ میں بھی ایک حلقہ انتخاب کا نمائندہ ہوں' اس لیے میں بھی اسمبلی کا ممبر کہلاتا ہوں' مگر آنجناب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ''مجلس عمل'' کسی ایک حلقہ انتخاب کی نمائندہ نہیں' بلکہ وہ اس وقت پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ کیسی عجیب منطق ہے

کہ آپ ایک حلقہ کے نمائندہ کو تو عزت و احترام کا مقام دینے کو تیار ہیں' مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ "مجلس" کو آپ پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں۔ بہتر ہے' میں ان سے جا کر کہہ دیتا ہوں کہ وزیر اعظم' پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں"۔

مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی یہ منطق کام کر گئی اور بھٹو صاحب رضامند ہوگئے اور انہوں نے مجلس عمل کی مجوزہ قرارداد پر دستخط کر دیے۔ اس طرح 4 بج کر 35 منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم قرار دے کر دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ مسٹر بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے 27 منٹ تک وضاحتی تقریر کی۔ اعلان ہوتے ہی پوری اسمبلی خوشی کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ممبران جذباتی ہو کر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوگئے' حتیٰ کہ مسٹر بھٹو اور ولی خان بھی آپس میں گرم جوشی سے ملے۔ پورے ملک میں ایک عظیم الشان جشن کا سماں بندھ گیا۔ مسلمان خوشی سے دیوانے ہوگئے۔ ہر دل جھوم اٹھا' ہر دماغ مہک اٹھا۔ گلیاں اور بازار نعرہ ہائے تکبیر' اللہ اکبر' تاجدار ختم نبوت زندہ باد' تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد سے گونج اٹھے۔ فرط جذبات سے آنکھوں کے چشموں سے آنسو بہہ رہے تھے' مٹھائیاں تقسیم ہو رہی تھیں' حلوے کی دیگیں پک رہی تھیں' ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر مبارک بادیں دی جا رہی تھیں' مساجد شکرانے کے نوافل ادا کرنے والوں سے بھر گئی تھیں' مجاہدین ختم نبوت اور شہدائے ختم نبوت کی قبروں پر پھول چڑھائے جا رہے تھے۔

اسلام جیت گیا' کفر ہار گیا۔ حق کا بول بالا ہوا' باطل کا منہ کالا ہوا۔ پرچم ختم نبوت سرفراز ہوا' جھوٹی نبوت کا بت اوندھے منہ گر گیا۔ ختم نبوت کے پاسبان کامیاب و کامران ہوئے اور انگریزی نبوت کے مجاور خائب و خاسر ہوئے۔

قومی اسمبلی کی طرف سے ختم نبوت پر متفقہ فیصلے کی قرارداد

قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ' ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام' لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(الف) کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

(اول) دفعہ 106 (3) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ 260 میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔ مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودۂ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح۔۔کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ 260 کی شق (3) کی تصریحات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے' وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ 1973 اور انتخابی فہرستوں کے قواعد' 1974 میں منتجہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں' خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں' کے جان و مال' آزادی' عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع

کیا جائے گا۔

قومی اسمبلی میں پیش کیے جانے کے لیے

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مزید ترمیم کرنے کے لیے ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

1 - مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (1) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ' 974 کہلائے گا۔ (2) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

2 - آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں' جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا' دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفا اور قوسین "اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آ کو احمدی کہتے ہیں)" درج کیے جائیں گے۔

3 - آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم' آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی' یعنی

"(3) جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم' جو آخری نبی ہیں' کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے' وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے"۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے' اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم

ہے تاکہ ہر وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خاتم النبیّن ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے' اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

عبدالحفیظ پیرزادہ

وزیر انچارج

اس تحریر کے مراحل کیسے طے ہوئے؟ اس میں کیا کیا بحثیں اور رکاوٹیں پیش آئیں' اس کی تفصیل مولانا مفتی محمودؒ سے سنئے۔ تفصیل سنانے سے پہلے مولانا مفتی محمودؒ نے حاضرین کانفرنس کو بتایا: "میں نے اس مسئلے کو حرز جاں بنا لیا تھا۔ صبح و شام اسی فکر میں گھلا جاتا تھا۔ میرے ناتواں کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری تھی۔ بعض دفعہ اسی غم میں مجھے ساری ساری رات نیند نہ آتی۔ مصلے پر بیٹھا اللہ کے حضور روتا رہتا۔ میرا دامن آنسوؤں سے بھیگ جاتا اور دعائیں مانگتے مانگتے صبح ہو جاتی"۔

مفتی صاحب نے فرمایا:

"اللہ نے دل پھیر دیے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب قرارداد ہم نے پاس کی اور ترمیم آئین میں کی تو ایک ممبر نے بھی خلاف ووٹ نہیں دیا' متفقہ ووٹ دیے۔ بلا استثناء ایک ممبر بھی مخالف ووٹ نہیں دے سکا اور فیصلہ متفقہ ہوا۔

ہم سے وہاں کچھ لوگوں نے غلطی کرانی چاہی۔ جب فیصلہ ہوا تو انہوں نے کہا: بس ٹھیک ہے' مسلمان کی تعریف جامع کر لیں گے۔ یہ نکل جائیں گے۔ بس کافی ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ نہیں کہ تعریف کرو مسلمان کی۔ مسلمان کون ہوتا ہے؟ غیر مسلم کون ہوتا ہے؟ یہ مطالبہ قوم کا نہیں' قوم کا مطالبہ یہ ہے کہ مرزائی فرقہ کا نام لے کر مشخص اس فرقے کو کافر قرار دے دو۔ مطالبہ قوم کا یہ ہے' یہ تو مطالبہ نہیں ہے کہ تعریف کرو مسلمان کی کہ کیا تعریف ہے۔ آخر یہ ہوا کہ جو ایک دفعہ آئین میں' جس میں یہ ہے: اس دفعہ میں ---- کہ غیر مسلم اقلیتیں پاکستان میں' جن کے لیے انہوں

نے حق دیا ہے' اسمبلی کی ممبرشپ کے لیے' اس میں چھ فرقے شمار کیے گئے نام لے کر: سکھ' عیسائی' پارسی' ہندو' بدھ مت' اچھوت۔ چھ فرقوں کا نام لے کر۔ یہ ہیں پاکستان میں غیر مسلم اقلیت۔ ہم نے کہا یہ اچھوت جو ہے' اس کے پیچھے مرزائیوں کا نام لکھو۔ پیچھے جگہ بھی بڑی مناسب تھی ان کے لیے۔ اس پر بڑی بحث ہوئی۔ اپنی میٹنگ میں حکومت سے . میٹنگوں میں میں نے کہا' اس میں لکھو مرزائی فرقہ۔۔۔۔ مرزائی اور بریکٹ میں لکھو قادیانی اور لاہوری۔ حفیظ پیرزادہ گورنمنٹ کی وکالت کر رہا تھا اور کوثر نیازی صاحب بھی۔ انہوں نے کہا' یہ تو مرزائی اپنے آپ کو کہتے ہی نہیں۔ آپ مرزائی لکھ دیں تو وہ کہیں گے کہ وہ مرزائی نہیں ہیں۔ ایسا نام لکھو کہ وہ بھی تسلیم کریں کہ ہم وہی ہیں' احمدی۔

ہم نے کہا احمدی ہم ان کو نہیں مانتے۔ وہ احمدی نہیں ہیں' وہ تو تحریف کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

ومبشرا رسول یاتی من بعد اسمہ احمد

وہ کہتے ہیں اس سے مراد نعوذ باللہ مرزا ہے' تو ہم نے کہا: ہم احمدی مانتے ہی نہیں ان کو۔ دستوری نام دینا چاہتے ہیں آپ۔ غلط کام۔

اس نے کہا: پھر مرزائی وہ نہیں کہتے اور احمدی تم نہیں مانتے۔ پھر کیا نام لکھیں؟

میں نے کہا: نام لکھو تم یہ (Followers of Mirza Ghulam Ahmed Qadyani) یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار اور پھر بریکٹ میں کہو: (قادیانی گروپ اینڈ لاہوری گروپ "Qadyani Group And Lahori Group")

میں نے کہا: مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ دیکھو مرزا "غلام احمد قادیانی" یہ تین لفظ دنیا میں میرے سوا کسی اور کو صادق نہیں آتے۔ میرا ہی نام ہے صرف مرزا غلام احمد قادیانی۔ میں نے کہا: اتنی تخصیص ہوئی اس کی' اس کی اپنی زبان سے۔ اسی کو لکھو۔

اب پیرزادہ صاحب جو ہیں وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا: مفتی صاحب! اس

پری زادے کا نام کیوں دستور میں رکھتے ہو' سارا دستور پلید ہو جائے گا۔ اب میرے جذبات کو اس نے ابھارنا چاہا کہ سارا دستور پلید ہو جائے گا اس کا نام رکھ کے۔

میں نے کہا: کوئی بات نہیں پیرزادہ صاحب! قرآن میں ابلیس بھی ہے' فرعون بھی ہے لیکن قرآن پھر بھی پاک کتاب ہے۔ اس پر لعنت ہی بھیجیں گے نا۔ ہم نے کون سا اس کو مبارکباد دینی ہے۔ اگر قرآن ان کافروں کے ناموں سے نہیں پلید ہوتا' پھر بھی پاک کتاب' مبارک کتاب ہے تو یہ بھی۔ ہمارا دستور پلید نہیں ہوتا۔

پھر انہوں کہا: دیکھو دستور میں کسی آدمی کا نام نہیں ہوتا۔ اصول ہوتے ہیں' نام نہیں ہوتا۔

میں نے کہا: اسی دستور کے دیباچہ میں دکھا دیں؟ دستور کا حصہ ہے وہ بھی۔ اس میں قائداعظم محمد علی جناح کا نام ہے' ہے یا نہیں۔

اس نے کہا: قائداعظم کا نام آسکتا ہے۔

اور پھر اس دستور میں' جس میں ہم نے مسلمان کی تعریف کی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی تو نام دستور میں ضرورت کے لیے آسکتا ہے۔

آخر وہ غریب بے بس ہوگیا اور اس نے کہا: ایسا کرو کہ احمدی اور یہ قادیانی اور لاہوری بریکٹ میں۔ ہمارے کچھ ساتھی بھی اس پر آمادہ ہوگئے تھے کہ یہ ہو جائے' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ بات تو واضح ہوگئی۔ میں نے کہا: نہیں' میں نے انہیں کہا کہ میرے ساتھ دوسرے کمرے میں چلو' میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ میں نے کہا: ان کے سامنے میں کیا بحث کروں۔ میں نے ان سے کہا کہ دیکھو اگر آپ دستور میں لکھتے ہیں احمدی۔ جی۔ اور پیچھے بریکٹ میں کرلیں قادیانی گروپ اینڈ لاہوری گروپ' تو بریکٹ بند دستور کا جزد نہیں ہوتا۔ وہ وضاحت کے لیے تشریح کے لیے ہوتا ہے' لیکن دستور کا حصہ نہیں ہوتا۔ بریکٹ بند کے معنی یہ ہیں کہ یہ اس فقرے کا اصل حصہ نہیں' تو نام تو ان کا احمدی ہوگیا' پھر بریکٹ دستوری نہیں۔ سب نے

کہا: یہ تو بات ٹھیک ہے۔

خیر--- میں نے کہا: اگر ایسا ہو جائے کہ ہم بجائے ایک گروپ کے۔ اچھوت۔ آگے لکھیں قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ' یہ دو فرقے بنا لیں اور پھر بعد میں بریکٹ میں یہ کہیں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں' بریکٹ میں وہ آ جائیں۔ نام ان کا پڑ گیا: قادیانی لاہوری گروپ اور بریکٹ میں یہ ہو جائے گا کہ جو اپنے کو احمدی کہتے ہیں' جیسا کہ اپنے کو وہ احمدی کہتے ہیں تو یہ بریکٹ میں بند ہو جائے گا۔ یہ حصہ نہیں دستور کا' اس پر بڑی بحث کے بعد اتفاق ہوگیا اور رات کو پھر بارہ بجے تک ہم نے بھٹو صاحب سے بحث کی۔ وہ نہیں مانتے تھے۔ اوہو' اوہو! اتنی بحث اور یہ حضرات پنڈی میں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے تھے کہ کیا فیصلے کراتے ہیں اور کل آخری رات ہے۔ چھ اور سات کی درمیانی رات۔ بارہ بجے تک بیٹھے رہے' آخر اس سے منوا لیا"۔

مسلمانو! اس عظیم الشان اور تاریخی فتح کا تاج ان شہیدوں کے سر ہے' جنہوں نے سنگینوں کے سائے میں عشق رسولؐ کی داستانیں رقم کیں' جنہوں نے عقوبت خانوں کے اندھیروں میں درود شریف کا چراغاں کیا' جنہوں نے گولیوں کی خوفناک تڑتڑ کا جواب ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے دیا' جنہوں نے اپنی جوانی کا گرم خون دے کر چراغ ختم نبوت کو فروزاں رکھا' جو چہرے پر مسکراہٹیں سجائے موت سے ہم آغوش ہو گئے' جنہوں نے اپنی لاشوں کا بند باندھ کر جھوٹی نبوت کے منہ زور سیلاب کو روکا' جنہوں نے اپنے خون ناب سے سڑکوں پر ختم نبوت زندہ باد تحریر کیا۔ ظالموں نے جن کی لاشوں کو جانوروں کی طرح گلیوں اور بازاروں میں گھسیٹا۔ جن کی لاشیں غائب کر کے ویرانوں میں دبا دی گئیں' جن کی لاشیں ٹرکوں میں بھر کر دریائے راوی میں بہا دی گئیں' جو عشق رسولؐ میں اپنے بچوں کو داغ یتیمی دے گئے۔ تحفظ ختم نبوت کے مشن میں جن کی بیویوں کے سہاگ اجڑ گئے۔ ناموس مصطفیٰؐ کے تحفظ میں جن کے بوڑھے والدین کے سہارے ٹوٹ گئے۔

اے جان دینے والو محمدؐ کے نام پر
ارفع بہشت سے بھی تمہارا مقام ہے
تحریک پاک ختم نبوت کے عاشقو
واللہ! تم پر آتش دوزخ حرام ہے

آیئے--- انتہائی مودب ہو کر--- زبان دل سے--- اسلام کے ان عظیم سپوتوں اور شمع ختم نبوتؐ کے پروانوں کے حضور سلام محبت و عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سلام ان پر جنہوں نے سنت سجاد زندہ کی
سلام ان پر جنہوں نے کربلا کی یاد زندہ کی
سلام ان پر کہ جو ختم نبوت کے تھے شیدائی
سلام ان پر کہ جن کی جرات رندانہ کام آئی
سلام ان پر جنہوں نے مشعلیں حق کی جلائی ہیں
سلام ان پر جنہوں نے گولیاں سینوں پہ کھائی ہیں
سلام ان پر جو جیتے تھے فقط اسلام کی خاطر
جناب خواجہؐ دوسرا کے نام کی خاطر
سلام ان پر کہ جو ختم رسالت کے تھے پروانے
جو عاقل باخدا تھے اور حضور خواجہؐ دیوانے
سلام ان پر کہ جن کی غیرت ایمان تھی زندہ
سلام ان پر قیامت تک ہے جن کا نام پائندہ